Research Journal
Tahqeeqat
جلد:4،شمارہ:2،2025ء
eISSN: 2791-0342
pISSN: 2791-0334
ریسرچ جرنل
تحقیقات

دی ویسٹ لینڈ کی متنوع جہتیں

The Diverse Dimensions of The Waste Land

Maryam Ramzan
M.Phil Scholar Department of Urdu, Government College Women University, Faisalabad
Dr. Tayyba Nighat
Assistant Professor Department of Urdu, Government College Women University,Faisalabad

مریم رمضان
ایم-فل اسکالر شعبہ اُردو گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی، فیصل آباد
ڈاکٹر طیبہ نگہت
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اُردو گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی، فیصل آباد

Abstract

T.S. Eliot's renowned modernist poem The Waste Land (1922) stands as a multifaceted literary work that reflects the cultural, spiritual, and existential crisis of the 20th century. This paper explores the diverse dimensions of the poem, focusing on its symbolic, thematic, psychological, intertextual, and cultural elements. Through the metaphor of a "waste land," Eliot presents a world that is materially advanced yet spiritually barren. The poem draws on various religious traditions, mythologies, and literary references—including Hinduism, Buddhism, Christianity, and classical Western texts—to portray the disintegration of human values and spiritual identity after World War I. Divided into five sections, The Waste Land encapsulates different human experiences such as memory, desire, alienation, moral decay, and the hope for spiritual renewal. Eliot's use of fragmented structure, free verse, and multiple languages reinforces the disjointed condition of modern existence. Female representation, existential angst, and the breakdown of meaningful communication are central to the poem, making it relevant to both gender and psychological criticism. This research emphasizes the poem's global literary significance and its impact on Urdu literature. By analyzing the voices of Urdu critics such as Dr. Wazir Agha, Saleem Ahmad, and Rafiq Khawar, the study also highlights the poem's influence on modern Urdu poetry. Ultimately, The Waste Land is not merely a poetic lamentation of modern despair, but a profound exploration of humanity's spiritual void and its quest for meaning in a fragmented world.

Keywords: *The Waste Land, Modernism, Symbolism, Spiritual Emptiness, Cultural Decline, Intertextuality, New Poetic Techniques, Free Verse, Exploitation of Women, Psychological Analysis, Impact of World War I*

کلیدی الفاظ: دی ویسٹ لینڈ، جدیدیت، علامت نگاری، روحانی خلا، تہذیبی زوال، بین المتونیت، نئی شاعرانہ تکنیک، فری ورس، خواتین کا استحصال، نفسیاتی مطالعہ، پہلی جنگ عظیم کا اثر

ٹی ایس ایلیٹ کی شہرۂ آفاق نظم دی ویسٹ لینڈ (1922) بیسویں صدی کی جدید نظموں میں سب سے زیادہ زیرِ بحث رہنے والی تخلیق ہے، جس نے نہ صرف انگریزی شاعری کی کایا پلٹ دی بلکہ عالمی ادب میں ایک نئے فکری رجحان کو جنم دیا۔ نظم کا مرکزی استعارہ "ویران زمین" (Waste Land) ہے، جو ایک ایسی دنیا کی عکاسی کرتا ہے جو بیرونی طور پر ترقی یافتہ مگر باطنی طور پر بنجر اور سنسان ہو چکی ہے۔ ڈ

OPEN ACCESS HEC DRJI ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE اشاریہ اردو جرائد EuroPub

اکٹروزیر آغار قم طراز ہیں:

"ٹی ایس ایلیٹ نے جدید انسان کی روحانی پیاس، تہذیبی انتشار اور وجودی تنہائی کو جس علامتی انداز میں بیان کیا ہے، وہ اردو شاعری پر بھی اثر انداز ہوا۔ The Waste Land ایک تہذیبی المیہ ہے۔"(۱)

یہ بنجر زمین صرف جغرافیائی علامت نہیں بلکہ ایک علامتی اظہار ہے اُس روحانی خلا کا، جس سے جدید انسان دوچار ہے۔ جنگ عظیم اوّل کے بعد یورپ جس مایوسی، بے یقینی اور تہذیبی انحطاط کا شکار ہوا، اس کی تصویر ایلیٹ نے نہایت گہرائی اور تہہ داری کے ساتھ کھینچی ہے ویسٹ لینڈ صرف 430 مصروں پر مشتمل ہے۔ یورپی اقوام کے ایک نہایت اہم تاریخی دور کی تصویر ہوتے ہوئے بھی یہ ایک نہایت مختصر نظم ہے پہلے زمانوں میں بلکہ انیسویں صدی کے اختتام تک ایسے مقاصد کے لیے ایپک لکھے جاتے تھے لیکن ویسٹ لینڈ میں نئے شاعرانہ تکنیک کے تقاضوں کے ایجاز اختصار سے کام لیا گیا یہ تکنیک خود نئی زندگی کے مزاج سے پیدا ہوئی ہے یہ سرمایہ داری نظام پر تعمیر شدہ ثقافت کے اخری دور کی نظم ہے جو اس کی مٹتی ہوئی شہنشاہی جمہوریتوں کے زوال کی پیداوار ہے ویسٹ لینڈ اسی قحط سالی اور اسی ویرانی کی کامیاب تصویر ہے نظم میں ابہام بہت زیادہ ہے – یہ نظم اپنی ساخت، علامتوں، بین المتونیت، تہذیبی تجزیے اور روحانی سوالات کے سبب کئی جہات میں قاری کو متوجہ کرتی ہے۔ ایلیٹ نے جدید انسان کے باطن کی گمشدگی، ثقافت کے زوال، اور روحانی پیاس کو نہایت پُر اثر انداز میں پیش کیا ہے۔ سلیم احمد لکھتے ہیں:

"ایلیٹ کی شاعری میں جو بے یقینی، شکستہ حالی اور روحانی اضطراب پایا جاتا ہے، وہ آج کے انسان کی اصل حالت ہے۔ The Waste Land کی پیچیدہ ساخت اور علامتی نظام اردو کے لیے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے۔"(۲)

بیسویں صدی کا آغاز عالمی تاریخ میں فکری، تہذیبی اور معاشرتی تغیرات کا زمانہ تھا۔ ان ہی حالات کے بطن سے جدید ادب نے جنم لیا، جس کی نمایاں ترین آوازوں میں ایک نام ٹی ایس ایلیٹ کا ہے۔ اُن کی نظم "The Waste Land" نہ صرف جدیدیت (Modernism) کی نمائندہ ہے بلکہ روحانی، تہذیبی، علامتی اور فکری سطح پر اس نظم کی جہتیں بے شمار ہیں۔ ایلیٹ (1888-1965) امریکہ میں پیدا ہوئے مگر بعد ازاں برطانیہ منتقل ہو گئے۔ وہ شاعر، ڈرامہ نگار، نقاد اور ادبی مفکر کے طور پر پہچانے جاتے ہیں۔ ان کا سب سے معروف شعری مجموعہ "The Waste Land" ہے جو 1922ء میں شائع ہوا۔ اس نظم نے

انہیں جدید شاعری کا بانی ثابت کیا۔ پہلی عالمی جنگ کے بعد کے یورپ کی تصویر کشی ہے۔ یہ ایک ایسی دنیا دکھاتی ہے جو روحانیت سے خالی، اقدار سے محروم اور باطن سے ویران ہو چکی ہے۔ ایلیٹ نے نظم کو مختلف حوالہ جات، زبانوں، اور تہذیبوں سے مزین کیا ہے تاکہ انسانی تاریخ کے تسلسل اور اس کے زوال کو سمجھ سکے۔ "The Waste Land" جدیدیت (Modernism) کا نمائندہ شاہکار ہے۔ رفیق خاور لکھتے ہیں:

> "ویسٹ لینڈ انسانی تہذیب، تاریخ اور ناکامی کی داستان ہے اسی لیے اس کو زوال وانحطاط کا مرقع کہا گیا ہے۔"(۳)

ایلیٹ نے روایتی نظم کی ساخت کو توڑتے ہوئے فری ورس (آزاد نظم) کا استعمال کیا۔ اس میں متعدد اسالیب، زبانیں، اور بین المتونی حوالہ جات (Intertextuality) کو شامل کیا، جس سے نظم ایک تہہ دار ادبی تجربہ بن گئی۔ ایلیٹ نے ہومر، دانتے، شیکسپیئر، بدھ مت، اپنشد اور مغربی اساطیر سے استفادہ کیا۔

The Waste Land کو جدیدیت کا مظہر سمجھا جاتا ہے۔ یہ نظم روایتی شاعری سے ہٹ کر ایک منقسم، غیر مربوط دنیا کی عکاسی کرتی ہے جس میں اقدار، روحانیت اور ربط ختم ہو چکا ہے۔ ایلیٹ نے انسانی تجربے کے ٹوٹ پھوٹ کو خوبصورتی سے پیش کیا ہے۔ The Waste Land انسانی زندگی کی بربادی، روحانی بنجر پن، اور تہذیبی زوال کا بیانیہ ہے -- نظم میں انسانی وجود کے بکھراؤ، محبت کی بے معنویت، اور مذہبی اقدار کی شکست کو دکھایا گیا ہے۔ ایلیٹ نے مختلف ثقافتوں کی اساطیر کو استعمال کیا ہے جیسے: مقدس پیالہ (Holy Grail) فشری کنگ (Fisher King) اپنشدی اور بدھ مت کی تعلیمات وغیرہ

> "I sat upon the shore
> Fishing, with the arid plain behind me
> Shall I at least set my lands in order?"(4)

نظم میں علامتوں اور استعاروں کا بھرپور استعمال کیا گیا ہے۔ خشک زمین، بے بارش آسمان، مردہ دریا اور بکھری ہوئی انسانی آوازیں ایک ایسی دنیا کی علامت ہیں جو زندگی کی اصل معنویت کھو چکی ہے۔ پانی کی تلاش دراصل روحانی نجات کی تلاش ہے، اور بارش کا انتظار دراصل ایک نئی زندگی، نئی روشنی، اور نئی امید کی علامت ہے۔ نظم کا ہر منظر ایک داخلی اضطراب، ایک فکری بے چینی اور ایک روحانی طلب کا اظہار ہے۔

ان علامات کے ذریعے وہ زندگی کی ویرانی، روحانی نجات اور انسان کے باطنی سفر کی تصویر پیش کرتے ہیں۔ نظم میں بے شمار علامات (symbols) اور ادبی و مذہبی اشارات (allusions) استعمال کیے گئے ہیں جن میں بدھ مت، عیسائیت، ہندو مت،

یونانی اساطیر اور شیکسپیئر کے حوالہ جات شامل ہیں۔ یہ اشارات نظم کو معنویت کی کئی تہوں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ جن کے ذریعے ایلیٹ انسان کے اندرونی خلا اور نجات کے راستے کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ نظم میں تلمیحات کا استعمال کیا گیا ہے۔ ایلیٹ نے اپنی مشہور نظم دی ویسٹ لینڈ میں پانی کو ازادی اور روح کی بالیدگی کی علامت قرار دیا ہے۔ آخر میں سنسکرت کا "Shantih" تین بار دہرانا روحانی سکون کی خواہش کا اظہار کرنا ہے:

"Datta. Dayadhvam. Damyata."
"Shantih shantih shantih" (5)

نظم پانچ حصوں میں منقسم ہے، ہر حصہ ایک مخصوص کیفیت یا تجربے کی نمائندگی کرتا ہے:

The Burial of the Dead

ماضی کی یادیں، حال کی بنجر زمین، اور روحانی خلا۔

* A Game of Chess

عورت و مرد کے اجنبی تعلقات، اخلاقی گراوٹ۔

* The Fire Sermon

بدھ مت کی تعلیمات، شہوانیت کی تنقید، جنسی انحطاط۔

* Death by Water

پانی کے ذریعے موت

* What the Thunder Said

روحانی تجدید کا امکان، مشرقی حکمت، قیامت کا منظر۔

ہر حصہ ایک منفرد فضا، موضوع اور اسلوب رکھتا ہے۔ بیانیہ کی وحدت کی بجائے شعور کی رو کا انداز استعمال ہوا ہے۔ نظم میں زبان کی ساخت غیر مربوط اور منتشر ہے، جو جدید دنیا کی بکھری ہوئی حالت کو منعکس کرتی ہے۔ ایلیٹ نے stream of consciousness جیسی تکنیک استعمال کی، جو جدیدیت کا خاصہ ہے۔ نظم میں ایلیٹ نے لاطینی، یونانی، سنسکرت، اطالوی اور فرانسیسی زبانوں کے اشعار اور حوالہ جات شامل کیے ہیں۔ مثلاً:

"Shantih Shantih Shantih" (سنسکرت)

"Datta. Dayadhvam. Damyata." (اپنشدی تعلیمات)

ڈاکٹر عبارت بریلوی اس بارے میں لکھتے ہیں:

"ایلیٹ کی نظم میں انگریزی، فرانسیسی، جرمن، لاطینی، اور سنسکرت کے اقتباسات نظم کی بین المتونی نوعیت کو اجاگر کرتے ہیں۔ ان حوالوں سے نظم کا تہذیبی شعور گہرا ہو جاتا ہے، اور یہی چیز قاری کے لیے ایک نیا تجربہ تخلیق کرتی ہے۔"(6)

یہ عناصر نظم کو ایک عالمی تناظر دیتے ہیں جو انسان کے روحانی بحران کو بین الاقوامی سطح پر واضح کرتے ہیں۔ The Waste Land صرف مغرب کا المیہ نہیں بلکہ تمام انسانیت کے روحانی زوال کی نمائندگی ہے۔ یہ نظم ایک ایسی دنیا کی کہانی سناتی ہے جہاں انسان نے مادی ترقی کے بدلے اپنی روح کھو دی ہے۔ یہ نظم ہمیں نجات کی تلاش، اخلاقی تجدید، اور روحانی بیداری کی دعوت دیتی ہے۔

The Waste Land ایک فکری، روحانی اور علامتی جہات سے بھرپور تخلیق ہے۔ نظم میں انسانی نفسیات کی گہرائیوں کو چھوا گیا ہے: خوف، تنہائی، بیزاری اور تشویش۔ انسان کے وجودی سوالات: زندگی کا مقصد، روح کی پیاس، اور رشتوں کی بے معنویت وغیرہ۔

"I Tiresias, though blind, throbbing between two lives, Old man with wrinkled dugs…"(7)

انسان اس نظم میں نہ صرف اپنے ماحول سے بیگانہ ہے بلکہ اپنے وجود سے بھی ناآشنا ہے۔ رشتے ناپائیدار ہو چکے ہیں، گفتگو بے معنی ہو چکی ہے اور وجود بے قرار ہے۔ یہ سب کچھ اس نظم کو وجودی اور نفسیاتی ادب کا شاہکار بناتا ہے۔

نظم کا اسلوب بھی جدیدیت کا علمبردار ہے۔ ایلیٹ نے روایتی تسلسل کو توڑ کر ایک منتشر، غیر مربوط اور علامتی بیانیہ اپنایا ہے جو بظاہر الجھا ہوا محسوس ہوتا ہے لیکن یہی الجھن اس دور کی فکری پیچیدگیوں کی نمائندہ ہے۔ نظم کے مختلف حصے گویا مختلف آئینے ہیں جن میں انسانی زندگی کے بکھرے ہوئے عکس دکھائی دیتے ہیں۔ نظم میں کوئی واضح کہانی یا مرکزی کردار نہیں، بلکہ مختلف آوازیں، مناظر اور احساسات یکے بعد دیگرے آتے ہیں اور قاری کو ایک فکری اور روحانی سفر پر لے جاتے ہیں۔ عزیز احمد لکھتے ہیں:

"اس نظم کا اصل اسلوب جدید یورپی شاعری کا اسلوب ہے اسلوب کا سب سے بڑا گر یہ ہے کہ ادب اور زندگی، خیال اور حقیقت کے درمیان سے پردہ اٹھا دیا جائے۔"(8)

"دی ویسٹ لینڈ" کی صنفی اور نسوانی جہت نظم کے ان اہم پہلوؤں میں سے ہے جن پر عصرِ حاضر کی تنقید نے بھرپور توجہ دی ہے۔ خاص طور پر نظم کا دوسرا حصہ "A Game of Chess" خواتین کی داخلی دنیا، سماجی حیثیت اور مردوں کے غلبے والے معاشرے میں ان کے استحصال کو اجاگر کرتا ہے۔ ایک اعلیٰ طبقے کی عورت جو شیشے، عطر، اور قیمتی اشیاء سے گھرے ماحول میں موجود ہے، لیکن روحانی اور ذہنی طور پر خالی ہے۔ رفیق خاور اس بارے میں بیان کرتے ہیں:

بولو بھی نا! گم سم کیوں ہو؟ بولو
میں تو سمجھنے سے قاصر ہوں اف یہ سوچ! یہ سوچ!(۹)

یہ مکالمہ عورت کے ذہنی انتشار، تنہائی اور بے بسی کی غمازی کرتا ہے۔ ایلیٹ کی نظم میں عورت کی تصویر ایک متاثرہ، بے بس اور مرد پر منحصر وجود کے طور پر ابھرتی ہے۔ وہ نفسیاتی دباؤ، سماجی جبر اور جنسی استحصال کا شکار ہے۔ نظم میں مختلف کرداروں کے ذریعے عورت کی حالت اور جنسی رشتوں کی اجنبیت، سطحیت اور استحصال کو دکھایا گیا ہے:

> "The change of Philomel, by the barbarous king, So rudely forced; yet there the nightingale Filled all the desert with inviolable voice" (10)

یہ اقتباس عورت کے استحصال اور گونگی کی علامت ہے۔ جدید دور میں عورت محض جسمانی تسکین کا ذریعہ بن کر رہ گئی ہے — نظم اس پہلو پر شدید تنقید کرتی ہے۔۔The Waste Land کی ایک اہم خصوصیت اس کا بین الثقافتی اور بین المتونی اسلوب ہے۔ نظم میں مختلف زبانوں، مذاہب، اور تہذیبوں کے حوالہ جات شامل کیے گئے ہیں۔ ہندو مت کی Upanishads، بدھ مت کی تعلیمات، عیسائیت کے حوالے، یونانی و رومی اساطیر، شیکسپیئر، دانتے اور دیگر قدیم و جدید ادیبوں کے اقتباسات، سب نظم میں ضم ہو کر ایک ایسا فکری کولاج تشکیل دیتے ہیں۔ نظم کا پس منظر پہلی جنگِ عظیم ہے، جس کے بعد یورپ میں: تباہی، بے یقینی اور مایوسی کی فضا، انسانی اقدار اور سماجی ڈھانچے کی شکست۔ ایلیٹ نے اس ملبے سے ایک نئی روحانی و فکری دنیا کی تعمیر کی امید بھی ظاہر کی۔ یورپی اساطیر میں فلومل کا قصہ مشہور ہے کہ کس طرح اپنی عصمت لٹ جانے پر اس بدنصیب لڑکی نے بلبل کا روپ دھار لیا اور وہ ہر کہیں اپنی بریدہ زبان سے اپنی دردناک حقائق بیان کرتی رہتی ہے۔ اس کا جگ جگ درحقیقت اس کی فریاد ہے۔

ڈاکٹر عبارت بریلوی رقم طراز ہیں:

"ویسٹ لینڈ میں مذہبی علامتوں کی موجودگی واضح کرتی ہے کہ ایلیٹ جدید انسان کی روحانی پیاس کو عیسائیت اور بدھ مت جیسے روحانی نظاموں کے ذریعے سیراب کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ نظم کے آخر میں 'شانتی، شانتی شانتی بدھ مت کی مقدس دعا ہے جو روحانی سکون کی علامت ہے۔"(۱۱)

نفسیاتی سطح پر بھی یہ نظم ایک اہم متن ہے۔ نظم کے کردار اضطراب، بے یقینی اور خوف کا شکار ہیں۔ ان کے مکالمے، حرکات و سکنات اور رویے اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ جدید انسان فکری، نفسیاتی، اور جذباتی طور پر کس قدر بکھرا ہوا ہے۔ یہ کیفیت سگمنڈ فرائیڈ اور کارل ژونگ جیسے ماہرینِ نفسیات کے نظریات کے قریب تر معلوم ہوتی ہے، جو انسانی لاشعور، خواب اور خوف کی پرتیں کھولتے ہیں:

“I think we are in rats’ alley
Where the dead men lost their bones.” (12)

نظم شہری زندگی کے افراتفری بھرے، مشینی اور بے روح ماحول کو بے حد شدت سے بیان کرتی ہے۔ نظم کا تیسرا حصہ زندگی کو ایک نئے زاویے سے پیش کرتا ہے۔ اس میں ماہی گیر کی تصویر سامنے اتی ہے۔ عصر جدید دوسرے زمانوں میں مدغم ہوتا نظر اتا ہے چوتھے حصے "پانی کے کنارے موت" غزلیاتی سا ہے جو فونیشی فلیبس کے بارے میں ہے اور شانتی کا احساس دلاتا ہے پانچویں حصے میں پہلے حصے کے تمام موضوعات پھر سامنے اجاتے ہیں وہی انسانوں کے ہجوم بے بس منفرد کردار پہاڑ وجدانی خوف کا احساس وغیرہ- اردو تنقید میں بھی "دی ویسٹ لینڈ" کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ وزیر آغا، سلیم احمد، مظفر حنفی اور دیگر نقادوں نے اس نظم کو جدیدیت کے آئینے میں دیکھا اور اردو نظم پر اس کے اثرات کو تسلیم کیا۔ سلیم احمد نے اسے "مغرب کی اذانِ ناامیدی" قرار دیا اور اردو نظم میں جدید رویوں کے لیے ایلیٹ کو ایک بنیادی ماخذ سمجھا۔ ایلیٹ کی شاعری میں صوتی تاثر بہت اہم ہے۔ لفظوں کی آواز، تکرار، اور صوتی توازن نظم کو گہری معنویت عطا کرتے ہیں:

“Drip drop drip drop drop drop drop” (13)

آخر میں، یہ کہنا بجا ہوگا کہ دی ویسٹ لینڈ محض ایک نظم نہیں بلکہ ایک فکری، ثقافتی اور روحانی احتجاج ہے۔ اس کی متنوع جہات قاری کو مختلف سطحوں پر متاثر کرتی ہیں—تاریخی، ادبی، نفسیاتی، لسانی اور تہذیبی۔ یہی وہ جامعیت ہے جو اس نظم کو ایک "عالمی

تخلیق" کا درجہ دیتی ہے۔ ایلیٹ نے اس نظم کے ذریعے ادب کو صرف حسن کا مظہر نہیں بلکہ فکری مکالمے کا ذریعہ بنا دیا ہے۔ نظم میں انسانی رشتوں کی بے روحیت، بے معنویت اور مکالمے کی غیر موجودگی کو دکھایا گیا ہے۔

ایلیٹ کے ہاں جدید انسان دھڑکتی ہوئی مشین کی مانند ہے، جس میں جذبات واحساسات کا فقدان ہے۔ معاشرتی تعلقات رسمی، مصنوعی اور مفاد پرستانہ ہو گئے ہیں۔ دی ویسٹ لینڈ ایک جامع نظم ہے جو تہذیبی شکست، روحانی گم گشتگی، اخلاقی زوال، اور وجودی بحران کو فنی مہارت سے پیش کرتی ہے۔ ایلیٹ نے اپنی نظم کے ذریعے نہ صرف اپنے دور کی عکاسی کی بلکہ آنے والے وقت کے لیے بھی ایک فکری ورثہ چھوڑا۔ یہ نظم آج بھی اتنی ہی معنی خیز اور متنوع ہے جتنی اپنے زمانے میں تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

1۔ وزیر آغا، ڈاکٹر، اردو ادب میں جدید رجحانات، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، 1985ء، ص:112
2۔ سلیم احمد، نیا عہد نامہ، مکتبہ جدید، لاہور، 1963ء
3۔ رفیق، خاور، دی ویسٹ لینڈ، مرتبہ، ڈاکٹر صدیق جاوید، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، 2012ء، ص:226
4۔ محمد خان اشرف، ڈاکٹر، ویرانہ، جامعہ پنجاب، لاہور، 2011ص:59
5۔ ایضاً، ص:61
6۔ عبارت بریلوی، ڈاکٹر، جدید اردو تنقید کی روایت، سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور، 1990ء، ص:208
7۔ محمد خان اشرف، ڈاکٹر، ویرانہ، ص:61
8۔ عزیز احمد، دی ویسٹ لینڈ، مرتبہ، ڈاکٹر صدیق جاوید، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، 2012ء، ص:23
9۔ رفیق، خاور، دی ویسٹ لینڈ، مرتبہ، ڈاکٹر صدیق جاوید، ص:23
10۔ محمد خان اشرف، ڈاکٹر، ویرانہ، ص:29
11۔ عبارت بریلوی، ڈاکٹر، جدید اردو تنقید کی روایت، ص:206
12۔ محمد خان اشرف، ڈاکٹر، ویرانہ، ص:31
13۔ ایضاً، ص:53

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Roman Havalajat

1. Wazir agha, Dr., Urdu Adab Mein Jadeed Rujhanat, Muqtadra Qaumi Zaban, Islamabad, 1985, P:112
2. Ahmed Saleem, Naya Ahd Nama, Maktaba Jadeed, Lahore, 1963
3. Khawar, Rafeeq, The Waste Land, Murattib: Dr. Siddiq Javed, Maghribi Pakista Urdu Academy, 2012, P:226
4. Muhammad Khan Ashraf, Dr., Viranah, Jamia Punjab, Lahore, 2011, P:59
5. Ibid, P:61
6. Ibarat, Barelvi, Dr., Jadeed Urdu Tanqeed Ki Riwayat, Sang-e-Meel Publications, Lahore, 1990, P:208
7. Muhammad Khan Ashraf, Dr., Viranah, P:61
8. Aziz Ahmed, The Waste Land, Murattib: Dr. Siddiq Javed, Maghribi Pakistan Urdu Academy, 2012, P:23
9. Rafeeq, Khawar. The Waste Land, Murattib: Dr. Siddiq Javed, P:31
10. Muhammad Khan Ashraf, Dr., Viranah, P:29
11. Ibarat Barelvi, Dr., Jadeed Urdu Tanqeed Ki Riwayat, P:204
12. Muhammad Khan Ashraf, Dr., Viranah, P:31
13. Ibid, P:53